بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(1)۔۔آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ آجکل برما میں خصوصاً صوبہ ارکان میں متاثرین کی تعداد بڑھتی جارہی ہے، بہت سارے لوگ بے گھر ہوگئے ہیں جن کی امداد زکوۃ اور صدقات نافلہ کے ذریعے سے کی جارہی ہے، اس کے باوجود وہ ناکافی ہے، اس لئے بڑے پیمانے پر تجارت کرنے والے مسلمان تاجروں کی خواہش ہے کہ بینک میں رکھی ہوئی بڑی رقوم پر ہر مہینے ملنے والے سودی پیسوں کو ان کافروں کے مفاد میں چھوڑنے کے بجائے انہیں وصول کرکے متاثرین مسلمانوں کی مدد میں استعمال کئے جائیں تو کافی بدلاؤ آسکتا ہے، کیا مذکورہ صورتحال میں سود وصول کرنے کی گنجائش ہوگی؟ جبکہ احقر نے یہ سنا ہے کہ دارالحرب میں سود لینے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

(2)۔۔اگر کسی نے لاعلمی میں سود وصول کرلیا تھا تو اب ان پیسوں کو عام راستہ بنانے یا توسیع کرنے میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے؟ جبکہ اس راستہ سے ہر طرح کے لوگ استفادہ کریں گے، نیز مذکورہ پیسوں کو رفاہ عامہ میں صرف کرنے کا کیا حکم ہے؟

(3)۔۔ زید برما میں بہت بڑا تاجر ہے جس کی دکان میں کام کرنے والے اکثر لوگ کفار ہیں اور زید نے اپنے مزدوروں سے یہ کہا ہوا ہے کہ جو پابندی اور محنت سے کام کرے گا یا کم چھٹی لینے والا ہوگا، اس کو سال کے آخر میں ماہانہ تنخواہ کے علاوہ بونس کے طور پر اتنی رقم دی جائے گی، پھر بینک سے سود وصول کرکے بونس کے طور پر مزدوروں کو دیتا ہے، آیا زید کا مذکورہ فعل شرعا درست ہوگا یا نہیں؟

(4)۔۔برما میں شناختی کارڈ بنوانے کیلئے مسلمانوں کو حقیقی فیس کے علاوہ ایک بڑی رقم افسران کو مجبوری میں بطورِ رشوت دینی پڑتی ہے اور اگر کافر شناختی کارڈ بنوائے تو انہیں یہ رشوت نہیں دینی پڑتی، اِس صورتحال میں کیا مسلمانوں کیلئے یہ جائز ہے کہ اِس رشوت کو ظالمانہ ٹیکس قرار دیکر سودی رقم سے اِس کی ادائیگی کی جائے؟ واضح رہے کہ شناختی کارڈ بنوانے میں مسلمانوں سے حقیقی فیس کے علاوہ جو بڑی رقم بطورِ رشوت لی جاتی ہے، بظاہر وہ ساری رقم حکومت کے خزانے میں جمع نہیں ہوتیں، بلکہ افسران آپس میں خود بانٹ لیتے ہیں اور حکومت کے کھاتے میں صرف فیس جاتی ہے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا، کیونکہ مسلمانوں پر ظلم کرنے میں (چاہے وہ مالی نقصان کی شکل میں ہو) حکومت بھی کافروں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور حکومت کو سب پتہ ہے کہ یہ افسران شناختی کارڈ بنوانے میں مسلمانوں سے رشوت لیتے ہیں۔

عارض:۔ محمد حسن خان
پتہ:۔ مانڈلے (برما)
فون نمبر:۔ 0095951216 46

نوٹ:۔ جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں:۔

Scanned by CamScanner

الجواب حامدا و مصليا

(۱تا۳)۔۔۔ پہلے یہ سمجھے کہ اصل حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے اپنی رقم سودی کھاتوں میں رکھنا ناجائز ہے، کیونکہ راجح یہی ہے کہ حربی سے بھی سود لینا ناجائز ہے۔ تاہم اگر کسی نے غفلت، لاعلمی یا مجبوری میں ایسا کرلیا، تو اسکے کھاتے میں جتنی سود کی رقم آچکی ہے، اُسکے بارے میں ہمارے متعدد اکابر، مثلاً حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے یہ گنجائش دی ہے کہ اس رقم کو کھاتے سے نکال کر مال حرام کے مصارف میں، یعنی یہ رقم کسی مستحق پر ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردی جائے، نیز اس کی بھی گنجائش ہے کہ متاثرین کی رہائش، کھانے وغیرہ کی ضروریات یا کسی اور کارِ خیر میں مثلاً راستے کی تعمیر و توسیع وغیرہ میں اس رقم کو صرف کیا جائے، تاکہ سود کی یہ رقم غیر مسلموں کے بینکوں میں باقی رہ کر ان کی تقویت کا سبب نہ بنے (ملاحظہ ہو کفایت المفتی ۷: ۱۰۵تا۱۰۷ اور فتاویٰ رحیمیہ ۹: ۲۷۸)۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کیلئے ایسی سود کی رقم وصول کر کے اپنے ملازمین کو انعام (بونس) کے طور پر دینے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ اس کا براہِ راست فائدہ خود مالک کو مزدور کی بہتر کارکردگی کی صورت میں پہنچتا ہے۔ البتہ اگر حاجت مند ملازمین کی اس رقم سے بغیر ثواب کی نیت کے مدد کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

(۴)۔۔۔ جواب سے پہلے بطورِ تمہید دو باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

(الف)۔۔ شرعی حکم کے مطابق غیر مسلم ممالک میں بھی سود کا لین دین جائز نہیں ہے، وہاں بھی سودی معاملہ سے اجتناب شرعاً لازم ہے اور رشوت دینے کیلئے سودی معاہدہ کر کے سود حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

(ب)۔۔ اسی طرح عام حالات میں رشوت کا لین دین بھی حرام ہے، البتہ اگر دفعِ ظلم (ظلم دور کرنے) کیلئے یا اپنے جائز حق کو وصول کرنے کیلئے بحالتِ مجبوری رشوت دینی پڑے اور دفعِ ظلم کیلئے یا اپنے جائز حق کو وصول کرنے کیلئے رشوت دینے کے علاوہ کوئی جائز راستہ موجود نہ ہو تو اِس مجبوری کی صورت میں رشوت دینے والے کیلئے رشوت دینے کی گنجائش ہو جاتی ہے، لیکن اِس صورت میں بھی لینے والے کیلئے رشوت لینا جائز نہیں ہے۔

مسئولہ صورت میں برما میں مسلمانوں کو شناختی کارڈ بنوانے کیلئے حقیقی فیس کے علاوہ رشوت چونکہ اپنے جائز حق کو وصول کرنے کیلئے افسران کو مجبوراً دینی پڑتی ہے، لہٰذا اِس مجبوری میں رشوت دینے کی تو شرعاً گنجائش ہو جائے گی مگر اِس رشوت دینے کیلئے سود کی رقم وصول کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کسی شخص کے پاس سودی رقم آگئی ہو اور وہ مجبوری میں سودی رقم کسی مستحقِ زکوٰۃ شخص پر ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے تو اس مستحقِ زکوٰۃ شخص کیلئے اس رقم

جاری ہے۔۔

Scanned by CamScanner

سے بحالتِ مجبوری مذکورہ رشوت دینا شرعاً درست ہوگا، کیونکہ مستحق زکوٰۃ شخص کیلئے سودی رقم بطورِ صدقہ وصول کرنے کی شرعاً اجازت ہے، لہٰذا وصول کرنے کے بعد وہ رقم مستحقِ زکوٰۃ شخص کے حق میں سود (مالِ حرام) نہیں رہی بلکہ اُس کی ملکیت میں آگئی اور تمہید میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اپنے مملوکہ مال سے بحالتِ مجبوری رشوت دینے کی گنجائش ہے۔

لمافی حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (6 / 423)

(قوله إذا خاف على دينه) عبارة المجتبى لمن يخاف، وفيه أيضا **دفع المال للسلطان الجائر** لدفع الظلم عن نفسه وماله و**لاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع** اهـ

وفی المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة – (8 / 453)

ونوع منها: أن يهدي الرجل إلى رجل مالاً، لأن ذلك الرجل قد خوفه فيهدي إليه مالاً ليدفع الخوف من نفسه، أو **يهدي إلى السلطان مالاً ليدفع ظلمه عن نفسه أو ماله، وهذا نوع لا يحل للآخذ الأخذ**، وإذا أخذ يدخل تحت الوعيد المذكور في هذا الباب، لأنه يأخذ المال للكف عن التخويف والظلم، والكف عن التخويف والظلم واجب بحكم الإسلام، ولا يحل أخذ المال بمقابلة الواجب.

وهل يحل للمعطي الإعطاء؟ عامة المشايخ على أنه يحل، لأنه يجعل ماله وقاية لنفسه، أو يجعل بعض ماله وقاية للباقي، وكل ذلك جائز وموافق للشرع.

وقد صح عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه رشى دينارين بالحبشة، ونجى نفسه،

وعن جابر رضي الله عنه أنه قال: لم نجد في زمن بني أمية أنفع لنا من الرشا. **(المحيط البرهاني)**

وفی حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (2 / 339)

(قوله: أي مصرف الزكاة والعشر)......وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني. **واللہ اعلم بالصواب**

محمد زبیر عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۱۸/ذوالحجہ/۱۴۳۸ھ
۱۰/ستمبر/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۸-۱۲-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد المنان عفی عنہ
۱۸/۱۲/۱۴۳۸ھ

نائب مفتی

مفتی

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
۱۸/۱۲/۱۴۳۸ھ

دار الافتاء

الجواب صحیح
بندہ ابراہیم عیسیٰ

Scanned by CamScanner